

تحقیق و تنقید

ابولسطام شعبۂ بن الحجاج
جرح و تعدیل کے امام

ڈاکٹر ظفر احمد صدیقی

یہ ایک حقیقت ہے کہ صحابہ کرام اور تابعین کے عہد میں جرح و تعدیل کا ابتدائی ثبوت تو ملتا ہے لیکن ایک باقاعدہ علم اور فن کی حیثیت اسے تیج تابعین کے عہد میں حاصل ہوئی۔ اس ضمن میں تاریخی ترتیب اور کارناموں کی عظمت و اہمیت ہر دو لحاظ سے ابولسطام شعبۂ بن الحجاج (۸۰ء - ۱۶۰ء) کا نام سرفہرست ہے۔ ہم آئندہ صفحات میں یہ بتانے کی کوشش کریں گے کہ اس فن کے ارتقاء اور فروغ و استحکام میں ان کا کیا حصہ ہے؟ اس گفتگو کا آغاز ہم علامہ ذہبی کی ایک عبارت سے کرتے ہیں۔ موصوف شعبۂ کی شان و عظمت کے بارے میں رقم طراز ہیں:-

کان ابولسطام اماماً،	ابولسطام شعبۂ امام، ثبت، حجت، ناقد؛
ثباتاً، حجة، ناقدًا، جہیداً	کھرے کھوٹے کو پرکھنے والے، صالح، زاہد
صالحاً، زاہداً، قانعاً	قناعت پسند، علم و عمل میں ممتاز اور اپنی تعمیر
بالقوت، رأساً فی العلم و	آپ تھے۔ وہ جرح و تعدیل کے امام اول
العمل، منقطع القرین، و هو	ہیں۔ یحییٰ بن سعید القطان، عبد الرحمن
اول من جرح و عدل۔ اخذ	بن مہدی اور ایک جماعت نے جرح و
عند هذا الشأن یحییٰ	تعدیل کا فن ان ہی سے سیکھا ہے۔ سفیان
بن سعید القطان، وابن	ثوری ان کے سامنے بھیجے جاتے، ان کا
مہدی و طائفة، وکان	اعزاز و اکرام کرتے اور فرمایا کرتے تھے

لے اس کے لیے علامہ براقم کا مقالہ جرح و تعدیل کا تاریخی ارتقاء، تحقیقات اسلامی جنوری، ارج ۱۹۸۰ء، پیریل جون ۱۹۸۱ء

سفیان الثوری یغض له ویجله
 ویقول: شعبۃ امیر المؤمنین فی الحدیث
 وقال الشافعی: لولاشعبۃ لما عرفت
 الحدیث بالعراق لہ
 کہ شعبہ حدیث میں امیر المؤمنین میں امام شافعی
 کا قول ہے: اگر شعبہ نہ ہوتے تو اہل عراق
 علم حدیث سے نا آشنا
 رہ جاتے

عہد تابعین میں علم حدیث سے اشتغال رکھنے والوں کی بیشتر توجہ احادیث و آثار کے حفظ و روایت کی طرف مبذول رہتی تھی۔ رجال کی تحقیق و تفتیش، اسانید کی جانچ پرکھ اور احادیث کی علتوں کی نشان دہی کی جانب وہ کم توجہ دیتے تھے۔ ایسا کسی تساہلی کی بنا پر نہ تھا، بلکہ اس کے کئی اسباب تھے۔ ایک سبب تو یہ تھا کہ ضعفاء کی تعداد کم تھی۔ دوسرے سرکردہ اور نامور محدثین کی موجودگی کی بنا پر انہیں معاشرے میں اعتبار و قبول حاصل نہ تھا۔ تیسرے ضعفاء بھی بالعموم عقائد کی وجہ سے غیر معتبر سمجھے جاتے تھے۔ دیدہ و دانستہ جھوٹ بولنے والے راویوں کی تعداد بھی کم تھی۔ چوتھے سلسلہ سند طویل نہ تھا۔ ایک یا دو واسطوں سے صحابی تک پہنچا جاسکتا تھا۔ پانچویں یہ کہ بعض صورتوں میں صحابہ کرام سے مراجعت کی سہولت بھی حاصل تھی۔ لیکن تبع تابعین کے عہد تک آتے آتے صورت حال بڑی حد تک بدل گئی۔ صحابہ کرام دنیا سے رخصت ہو گئے۔ سندوں کا سلسلہ طویل ہو گیا۔ کذب بیانی و دروغ بانی کا رواج بڑھ گیا۔ تابعیت کے بہت سے جھوٹے مدعی پیدا ہو گئے۔ غیر معتبر راویوں اور روایتوں کی تعداد بتدریج بڑھنے لگی۔ ان حالات کے پیش نظر ضروری تھا کہ حفظ آثار و روایات کے ساتھ ساتھ تحقیق اسانید اور تفتیش رجال کی طرف زیادہ توجہ صرف کی جائے اور صحیح و سقیم احادیث کے درمیان خفا و غلغلہ کھینچنے کا عمل تیز کر دیا جائے۔

شعبہ کی پہلی خصوصیت یہ ہے کہ تاریخی طور پر یہ کارنامہ سب سے پہلے ان ہی نے انجام دیا۔ وہ خود فرماتے ہیں: ما اعلم احد افقش الحدیث کتفتیش امیری طرہ حدیث کے بارے میں تفتیش کرنے والا میرے علم میں کوئی نہیں ہے) راویوں پر نقد و جرح سے اس میں جو بخت

لہ سیر اعلام النبلاء

لہ ابوہریرۃ لما کم نیشا پوری (ف ۴۵) نے اپنی تصنیف "المغضیٰ فی الصحیح" میں ایسے متعدد راویوں کی نشان دہی کی ہے جنہوں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے حدیث کا جھوٹا دعویٰ کیا ہے۔

لہ سیر اعلام النبلاء ۲۲۵/۷

تھا۔ اس کی مثال بھی ان سے پہلے کسی اور کے یہاں نہیں ملتی۔ انہوں نے اس کے لیے ”اللہ واسطے غیبت“ کی اصطلاح وضع کی تھی۔ وہ اپنے رفقاء و احباب کو بھی اس کی طرف متوجہ کرتے رہتے تھے۔ نضر بن شہیل کہتے ہیں: سمعت شعیبہ یقول: تعالوا نغتاب فی اللہ۔ یدید الکلام فی الشیوخ۔ (میں نے شعیبہ کو کہتے ہوئے سنا۔ آؤ اللہ واسطے غیبت کریں۔ مراد یہ تھی کہ آؤ راویوں پر کلام کریں۔)

شعیبہ روایت حدیث، تصحیح حدیث اور تعدیل رجال وغیرہ معاملے میں غایت درجہ محتاط بلکہ شدت پسند واقع ہوئے تھے۔ چنانچہ وہ اپنے شیوخ سے ان کی مرویات کو بار بار سننا پسند کرتے اور درمیان میں انہیں ٹوکتے بھی رہتے تھے کہ آپ نے یہ روایت کس سے سنی؟ اس میں کوئی شبہ تو نہیں ہے؟ وغیرہ۔ اس سلسلے میں چند بیانات ملاحظہ ہوں:۔
(۱) عبداللہ بن دینار نے انہیں حضرت ابن عمرؓ کی ایک حدیث سنائی، اس پر انہوں نے سوال کیا: انت سمعته منہ؟ قال: نعم، کیا آپ نے یہ روایت حضرت ابن عمرؓ سے سنی ہے؟ انہوں نے جواب دیا ہاں۔

(۲) حضرت یزید بن عازبؓ کی ایک حدیث (من منہ منیحة ورق الخ) کے بارے میں شعیبہ کہتے ہیں: سألت طلحة بن مصوف عن هذا الحدیث اکثر من عشرين مرة ولو كان غیری قال ثلاثين مرة (میں نے اس حدیث کے بارے میں طلحہ بن مصوف سے بیس مرتبہ سوال کیا، میرے علاوہ کوئی دوسرا ہوتا تو وہ تیس مرتبہ کہتا)

(۳) ایک حدیث کے بارے میں انہوں نے ابو مسر سے پوچھا: سمعته من ابراہیم، قال هو قوله (کیا آپ نے یہ روایت ابراہیم نخعی سے سنی ہے؟ انہوں نے جواب دیا ہاں یہ انہیں کا قول ہے۔)

(۴) خود شعیبہ کا بیان ہے: كنت اجالس قتادة، فيذكر اشئى، فاقول: كيف اسناد؟ (میں قتادہ کے ساتھ اٹھتا بیٹھتا۔ وہ کچھ ذکر کرتے تو پوچھتا کہ اس کی سند کیا ہے؟)

۲۷ تقدمة المرحم والتعديل لابن أبي مكرم الرازي

۲۷ سہ اعلام السند، ۲۲۳/۷

۲۷ ایضاً ص ۱۶۶

۲۷ ایضاً

۲۷ ایضاً ص ۱۶۶

(۵) حماد بن زید کہتے ہیں: ما ابالی من خالفنی اذا وافقنی شعبۃ۔ لان شعبۃ کان لا یوضی ان یسمع الحدیث مرة، یعاود صاحبه مراراً، ونحن کنا اذا سمعنا مرة اجتزینا به۔ (اگر شعبہ کسی حدیث کی روایت میں میری موافقت کریں، تو پھر مجھے کسی کی مخالفت کی پرواہ نہیں ہے۔ کیونکہ انھیں کسی حدیث کا صرف ایک بار سننا پسند نہ تھا۔ وہ بار بار صاحب حدیث سے مراجعت کرتے تھے اور ہم لوگ صرف ایک بار کے سننے پر اکتفا کر لیتے تھے۔)

(۶) ابوالولید کہتے ہیں: سألت شعبۃ عن حدیث۔ فقال لا احد ثلک لانی سمعته من ابی عون مرة واحدة۔ (میں نے شعبہ سے ایک حدیث کے بارے میں دریافت کیا تو انھوں نے جواب دیا کہ میں وہ حدیث تم سے بیان نہیں کروں گا، کیوں کہ میں اسے ابوعون سے صرف ایک مرتبہ سنا ہے۔)

احادیث کے سلسلے میں قطعیت پسندی، صحت کے یقین اور ہر قسم کے شکوک و شبہات کے ازالے پر اصرار کی بنا پر انھوں نے تحقیق اسانید کا بھی ایک بلند معیار قائم کیا۔ چنانچہ ”تدلیس“ اور ”ارسال“ کے مسائل و مباحث جن شدت، صراحت اور کثرت کے ساتھ شعبہ نے اٹھائے، اس کی مثال ان سے پہلے کسی اور کے یہاں نہیں ملتی۔ مثلاً یہ کہ کسی تابعی کا کس صحابی سے سماع ثابت ہے اور کس سے ثابت نہیں؟ اگر ثابت ہے تو کتنی احادیث سماع پر مبنی ہیں؟ اور کتنی مرسل ہیں؟ اسی طرح تابعین میں کس کا کس سے سماع ثابت ہے؟ وغیرہ۔ اس ضمن میں شعبہ کے بعض بیانات ملاحظہ ہوں:

(۱) لم یدرک عبد الرحمن بن ابی علیہ (عبدالرحمن بن ابی علی نے حضرت علی کو نہیں پایا۔)

(۲) ابوالہلب لم یسمع عن ابی بن کعب۔ (ابوالہلب نے حضرت ابی بن کعب سے نہیں سنا۔)

(۳) شعبۃ ینکر مجاہد سمع عائشۃ۔ (شعبہ کے نزدیک مجاہد کا حضرت عائشہ سے سماع ثابت نہیں۔)

۱۔ تقدیم الجرح والتعديل ص ۱۶۸۔ ۲۔ جب کوئی راوی اپنے معاصر سے کسی نہ سنی ہوئی حدیث کو ایسے الفاظ سے نقل کرے جو سننے میں صریح تو نہ ہوں، لیکن سننے کا ایسا مہیا کر دے کہ وہ اسے اصطلاح میں تدلیس کہتے ہیں۔ ۳۔ تابعی جب صحابی کے واسطے کے بغیر کسی چیز کی نسبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف کرے تو اسے اصطلاح میں

ارسال کہتے ہیں۔ ۴۔ تقدیم الجرح والتعديل ص ۱۶۸۔ ۵۔ ۱۳۰

ابو بسطام شعبہ بن الحجاج

(۴) شعبۂ ینکر ابورزین سمع ابن مسعود ؓ (شعبہ کے نزدیک ابورزین کا حضرت ابن مسعود سے سماع ثابت نہیں)

(۵) شعبۂ ینکر ان یكون الضحاک بن مزاحم لقی ابن عباس ؓ (شعبہ کے نزدیک ضحاک بن مزاحم کی حضرت ابن عباس سے ایک بار بھی ملاقات ثابت نہیں)

(۶) شعبۂ ینکر ابو ظبیان سمع سلمان ؓ (شعبہ کے نزدیک ابو ظبیان کا حضرت سلمان فارسی سے سماع ثابت نہیں ہے۔)

(۷) لم یسمع ابو عبد الرحمن السلی من عثمان ولا من عبد اللہ بن مسعود ولکن قد سمع من علی ؓ (ابو عبد الرحمن السلی نے نہ تو حضرت عثمان سے سنا ہے نہ حضرت عبد اللہ بن مسعود سے۔ البتہ حضرت علی سے ان کا سماع ثابت ہے۔)

(۸) لم یرک ابو البختری علیا ولم یرک ؓ (ابو البختری نے حضرت علی کا زمانہ نہیں پایا انھوں نے انھیں نہیں دیکھا ہے)

(۹) قد أدرك ابو العالیة رفیع علی بن ابی طالب، ولم یسمع منه شیاً ؓ (ابو العالیہ رفیع نے حضرت علی بن ابی طالب کو پایا ضرور ہے لیکن ان کا حضرت علی سے کسی حدیث کا سننا ثابت نہیں ہے۔)

(۱۰) ما زنی محمد بن سیرین سمع من عقبۃ بن عبد الغافر ؓ (میرے خیال میں ابن سیرین کا عقبہ بن عبد الغافر سے سماع ثابت نہیں)

(۱۱) کان شعبۂ یضعف ابراہیم عن علی ؓ (ابراہیم غمی کی حضرت علی سے مروی روایات کو شعبہ سند کے لحاظ سے ضعیف سمجھتے تھے۔) یعنی ان کے نزدیک حضرت علی سے ابراہیم کا سماع ثابت نہیں۔

(۱۲) لم یحدثنا احمد انه سمع عن علقمہ الا ابو قیس ؓ (علقمہ سے ان کے سماع کی تصریح ابو قیس کے علاوہ کسی اور نے ہم سے نہیں کی۔)

لہ تقدیر الجرح والندیل من ۱۳۱ ۵۲ ایضاً من ۱۳۱ ۵۳ ایضاً من ۱۳۱ ۵۴ علامہ ذہبی کو اس رائے سے اتفاق نہیں ہے۔ ان کے نزدیک ابو عبد الرحمن السلی کا حضرت عثمان سے سماع ثابت ہے ۶۴۵ ۵۵ تقدیر الجرح والتدیل من ۱۳۱ ۵۶ ایضاً من ۱۳۱ ۵۷

۵۹ ایضاً من ۱۳۱ ۶۰ ایضاً من ۱۳۲

(۱۳) کان شعبۂ یضعف حدیث ابی بشر عن مجاہد، قال ماسمع منه شيئاً۔^۱
ابو بشر کی مجاہد سے مروی روایات کو شعبہ ضعیف سمجھتے تھے۔ ان کا قول ہے کہ ابو بشر نے
مجاہد سے نہیں سنا۔

(۱۴) لم یسمع ابو بشر عن حسیب بن سالم (ابو بشر کا حبیب بن سالم سے سماع
ثابت نہیں)۔

(۱۵) لم یسمع ابو اسحاق عن الحارث الاور، إلا اربعة احادیث (ابو اسحاق
السیبی نے حارث اعرور سے صرف چار حدیثیں سنی ہیں)

(۱۶) عامر الشعبي عن علی وعطاء عن علی کتاب۔ (عامر شعبی اور عطاء بن ابی رباح کی
حضرت علیؓ سے مروی روایات کتاب پر مبنی ہیں) یعنی حضرت علیؓ سے سنی ہوئی نہیں ہیں
کتاب سے منقول ہیں۔

(۱۷) کان شعبۂ یروی ان احادیث ابی سفیان عن جابر انما هو کتاب سلیمان
الیشکری۔ (شعبہ کی رائے تھی کہ ابوسفیان کی حضرت جابرؓ سے مروی روایات سلیمان الیشکری
کی کتاب سے منقول ہیں) یعنی حضرت جابرؓ سے سنی ہوئی نہیں ہیں۔

(۱۸) احادیث الحکم عن مجاہد کتاب الاما قال سمعت۔ (حکم کی مجاہد سے
مروی روایات کتاب سے منقول ہیں) بجز ان روایات کے جن میں وہ سماع کی تصریح کریں
(۱۹) احادیث الحکم عن مقسم کتاب، الانفست احادیث۔ (حکم کی مقسم سے مروی
احادیث سے منقول ہیں، بجز پانچ کے)۔

(۲۰) کان شعبۂ یوهن مراسلات معاویۃ بن قرۃ، یری انہما عن شہر معاویہ
بن قرۃ کی مرسل روایات کو شعبہ ضعیف بتاتے تھے۔ ان کا خیال تھا کہ وہ شہر بن حویش سے مروی ہیں
(۲۱) سلیمان الاغر کان قد لقی ابابھریرۃ واباسعیدؓ سلمان الاغر نے حضرت ابو ہریرہؓ
اور حضرت ابوسعید خدریؓ دونوں سے ملاقات کی ہے

۱۲۵ تہذیب المرجع والتدیل ص ۱۳۲ ۱۳۲ ایضاً ص ۱۳۲ (علامہ ذہبی اس تحدید سے متفق نہیں سیر اعلام النبلا ۴/ ۲۶۹)

۱۲۵ ایضاً ص ۱۴۵

۱۲۵ ایضاً ص ۱۳۲

۱۲۵ ایضاً ص ۱۳۵

۱۲۵ ایضاً ص ۱۳۲

الوسیطام شعبہ بن الحاج

(۲۲) لم یسمع حمید الطویل من انس سوی اربعۃ وعشرین حدیثاً والباقی سمعها وثبتھا فیہا ثابت البنانی۔ یعنی کان یحدّثنا ویدلّسہا فیقول عن انس (حمید الطویل نے حضرت انسؓ سے صرف چوبیس حدیثیں سنی ہیں حضرت انسؓ کی بقیہ حدیثیں انھیں ثابت البنانی کے واسطے سے پہنچی ہیں یعنی وہ ثابت کو حذف کر دیتے ہیں اور تدلیس کرتے ہوئے براہ راست حضرت انسؓ سے نقل کرتے ہیں۔)

راوی اور مروی عن کے درمیان سماع کے ثبوت و عدم ثبوت کی تحقیق و تفتیش شبہ اس شدت اور انہماک سے اس لیے کیا کرتے تھے کہ انھیں "تدلیس" سخت ناپسند تھی چنانچہ ان کا قول ہے: لأن اذنی احب الی من ان ادلس (میں تیرے نزدیک زنا سے بھی بدتر ہے)۔ اسی طرح کہتے ہیں: لان اقع من السماء الی الارض احب الی من ان ادلس۔ (آسمان سے زمین پر گر جانا مجھے پسند ہے، لیکن تدلیس پسند نہیں)۔

اپنے شیخ قتادہ کی تدلیس کی وجہ سے وہ ان کی صرف وہی روایتیں لیتے تھے جس میں سماع و تحدیث کی تصریح موجود ہو۔ فرماتے ہیں: کنت الفقد فمقتادہ، فاذا قال: سمعت او حدثننا تحفظتہ، والا فترکتہ (میں قتادہ کا منہ دیکھتا رہتا تھا، جب وہ سمعت یا حدثننا کے صیغے سے روایت بیان کرتے تو میں اسے یاد کر لیتا ورنہ چھوڑ دیتا)۔

اختمال ارسال کی بنا پر "مُعْتَمَدٌ" روایتیں بھی ان کے نزدیک معتبرہ تھیں۔ ان کا قول ہے: فلان عن فلان مثله لا یجوزی۔ (فلان عن فلان جیسی سند نا کافی ہے)۔ وہ کہا کرتے تھے: کل حدیث لیس فیہ حدثننا فهو مثل الرجل فی فلاکۃ معد بعیر بلا خطام۔ (محرم کی حدثننا کی تصریح کے بغیر حدیث کی مثال ایسی ہے جیسے کسی

سیر اعلام النبلاء ۲۱۳/۷۷ (علامہ ذہبی اس تحدید سے متفق نہیں۔ وہ فرماتے ہیں کہ حمید نے اس تعداد سے کئی گنا زیادہ حدیثیں حضرت انسؓ سے سنی ہیں خود صحاح ستہ میں تسوے زاد حضرت انسؓ سے سنی ہوئی ان کی احادیث موجود ہیں) بحوالہ مذکورہ

۲۱۵/۷۷ ایضاً ۳۴، ۳

سیر اعلام النبلاء ۲۱۰/۷۷

شہ جب کوئی حدیث، تحدیث، اخبار یا سماع کے صیغے کے بجائے "عن فلان عن فلان" کہہ کر بیان کی جائے تو اسے حدیث معنعن کہتے ہیں۔

سیر اعلام النبلاء ۲۱۷/۷۷ ۳۵ ایضاً ۲۲۲/۷۷

۲۴۱

آدمی کے ساتھ صحرا میں کوئی شتر بے مہار ہو۔
سندوں کی تحقیق سے شعبہ کو کس قدر شنف تھا اور اس سلسلے میں ان کا طریق کار
کیا تھا؟ اس کا اندازہ ان کے بعض واقعات سے بھی لگایا جاسکتا ہے:

(۱) عبدالرحمن بن مہدی کہتے ہیں: قال شعبۃ: قلت لابن اسحاق: من حدثك عن علي بن ربيعة؟ قال كنت ردف علي فلما ركب قال: سبحان الذي سخر لنا هذا؟ قال: سمعت من يونس بن خباب، فأثبت يونس بن خباب، فقلت من حدثك؟ فقال: حدثني رجل عن علي بن ربيعة. (شعبہ کہتے ہیں کہ میں نے ابو اسحاق سے پوچھا کہ آپ سے علی بن ربیعہ کی حدیث ”كنت ردف علي، فلما ركب“ قال سبحان الذي سخر لنا هذا؟“ کس نے بیان کی؟ انھوں نے جواب دیا کہ میں نے اسے یونس بن خباب سے سنا ہے چنانچہ یونس بن خباب کے پاس گیا۔ ان سے پوچھا کہ یہ حدیث آپ سے کس نے بیان کی؟ انھوں نے جواب دیا کہ ایک شخص کے واسطے سے یہ علی بن ربیعہ سے مجھ تک پہنچی ہے۔
گویا اس تحقیق کے نتیجے میں یہ حقیقت سامنے آئی کہ اس حدیث کی سند میں ایک راوی مہول ہے۔

(۲) عن قتادة عن سعيد بن جبيرة عن ابن عمر ان النبي صلى الله عليه وسلم فرمى عن نبذ الجرح، قال شعبۃ: فقلت لقتادة من سمعته؟ قال حدثنیہ ایوب السخيتي، قال شعبۃ فاثبت ايوب، فسالته فقال: حدثنیہ ابوليث قال شعبۃ فاثبت ابوليث فسالته فقال: انا سمعت سعيد بن جبيرة عن ابن عمر عن النبي صلى الله عليه وسلم انه فرمى عن نبذ الجرح

دقتادہ نے ”عن سعيد بن جبيرة عن ابن عمر“ کی سند سے شعبہ کو یہ حدیث سنائی ”ان النبي صلى الله عليه وسلم فرمى عن نبذ الجرح“ شعبہ کہتے ہیں میں نے قتادہ سے پوچھا، آپ نے یہ حدیث کس سے سنی؟ انھوں نے جواب دیا کہ مجھ سے اس کو ایوب سختیانی نے بیان کیا ہے تب میں ایوب کے پاس گیا اور ان سے پوچھا انھوں

ابو بسطام شعب بن الحجاج

نے جواب دیا کہ مجھ سے اس کو ابوبشر نے بیان کیا ہے۔ شعبہ کہتے ہیں کہ تب میں ابوبشر کے پاس گیا اور ان سے پوچھا۔ انھوں نے جواب دیا کہ میں نے یہ حدیث سعید بن جبیر سے سنی ہے اور وہ حضرت ابن عمرؓ سے اور وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں۔ اس تحقیق کا حاصل یہ ہے کہ حدیث صحیح ہے اور اس کی سند متصل ہے۔

(۳) عن معاوية بن قرة قال: قال ابن عباس: "انظر الى العظام كيف تنتشرها" فقال فيه قولا: قلت: من حدثك؟ قال: شهر بن حوشب، استرحنا من خناق يا شعبه۔

(معاویہ بن قرۃ نے شعبہ سے آیت کریمہ "انظر الى العظام كيف تنتشرها" کی تفسیر میں حضرت ابن عباسؓ کے ایک قول کی حکایت کی شعبہ کہتے ہیں میں نے پوچھا کہ یہ روایت آپ سے کس نے بیان کی ہے؟ انھوں نے جواب دیا شہر بن حوشب نے۔ ساتھ ہی یہ بھی کہا کہ شعبہ میری گلو خلاصی کرو۔)

شہر بن حوشب، شعبہ کے نزدیک ضعیف راوی ہیں۔ اس طرح اس تحقیق کے نتیجے میں انھیں یہ معلوم ہو گیا کہ ان کے نقطہ نظر سے یہ روایت غیر معتبر ہے۔ ساتھ ہی معاویہ کے قول "شعبہ میری گلو خلاصی کرو" سے یہ بھی معلوم ہو جاتا ہے کہ شعبہ سے حقائق کا چھپانا بڑا مشکل کام تھا۔ لوگ ان کی جرح و قدح سے نجات حاصل کرنے کے لیے بہتر یہی سمجھتے تھے کہ سچی بات پہلی مرتبہ ہی میں ظاہر کر دیں۔

(۴) خود شعبہ کہتے ہیں: سألت الحكم عن دية اليهودي والنصراني، فقال:

قال سعيد بن المسيب: ان عمر جعل دية اليهودي والنصراني اربعة آلاف و دية المجوسي ثمان مائة، فقلت للحكم من سعيد بن المسيب؟ فقال: لو شئت سمعت ثابت الحداد قال شعبه: فأتيت الحداد، فحدثني عن سعيد بن المسيب عن عمر مثله۔

(میں نے حکم سے یہودی اور نصرانی کی دیت کے بارے میں دریافت کیا۔ انھوں نے جواب دیا کہ سعید بن المسيب کہتے ہیں کہ حضرت عمرؓ نے یہودی و نصرانی کی

دیت چارہزار مقرر فرمائی ہے اور مجوسی کی آٹھ سو۔ اس پر میں نے حکم سے پوچھا کہ کیا آپ نے یہ روایت سعید بن المسیب سے سنی ہے؟ انھوں نے جواب دیا کہ اگر تم چاہو تو اسے ثابت الحداد سے بھی سن سکتے ہو۔ شعبہ کہتے ہیں کہ تب میں ثابت الحداد کے پاس گیا۔ انھوں نے بھی مجھ سے یہ روایت "عن سعید بن المسیب عن ابن عمر" کی سند سے بیان کی۔ اس تحقیق کے نتیجے میں شعبہ کو اس حدیث کی صحت کا یقین بھی ہو گیا اور ساتھ ہی انھیں حکم کے ایک متابع کا پتہ بھی چل گیا۔

اب تک کی گفتگو گفتیش حدیث اور تحقیق اسانید سے متعلق تھی۔ اب ہم خاص جرح و تعدیل کے باب میں شعبہ کی خدمات کا جائزہ لیتے ہیں۔ ہمارے علم کی حد تک شعبہ پہلے شخص ہیں، جنہوں نے راویان حدیث کے ترک و قبول سے متعلق اپنے اصولوں کی وضاحت و صراحت کی ہے۔ عبدالرحمن بن مہدی کہتے ہیں:

قلت لشعبة: من الذين تترك الرواية عنهم؟ قال اذا اكثر عن المعروفين من الرواية ما لا يعرف، او اكثر الغلط، او تبادى في غلط مجتبع عليه، ولم يتسم نفسه عند اجتماعهم على خلافه، او جعل متهم بكذب، وسائر الناس فارو عنهم۔

(میں نے شعبہ سے پوچھا آپ کن لوگوں کی روایت ترک کرتے ہیں؟ انھوں نے جواب دیا جب کوئی راوی، معروف لوگوں سے بکثرت غیر معروف روایتیں بیان کرنے لگے۔ یا غلطیوں کا تناسب اس کے یہاں بڑھ جائے۔ یا جب وہ کسی ایسی غلطی پر اصرار کرنے لگے جس کا غلط ہونا متفق علیہ ہو اور جمہور کی مخالفت کے باوجود وہ اپنے آپ کو غلط نہ سمجھتا ہو۔ یا وہ ایسا شخص ہو جسے لوگ دروغ گو سمجھتے ہوں۔ ان لوگوں کے علاوہ بقیہ سے نرم روایتیں لے سکتے ہو۔)

"تابعین کے عہد میں راوی کے ترک و قبول کا ایک بنیادی معیار، اس کے عقائد تھے۔ اہل سنت کی روایتیں منبر سے بھی جاتی تھیں اور اہل بدعت یا اہل ابواء، غیر معتبر اور مرفوض قرار دیے جاتے تھے۔ شعبہ نے اس اصول میں ترمیم اور تبدیلی کی۔ انھوں نے اس پر زور دیا کہ عقائد

سہ سیر اعلام النبلاء ۲۲۲/۷

۲۔ تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو راقم کا مذکورہ بالا مقالہ جرح و تعدیل کا نہ ریخی ارتقا، مطبوعہ تحقیقات اسلامی

ابولسٹام شعبہ بن الحجاج

سے زیادہ کسی راوی کے بارے میں یہ دیکھنا چاہیے کہ وہ روایت حدیث میں کیسا ہے؟ اگر وہ صاحب علم اور صادق القول ہو تو قدری یا مرجئی ہونے کے باوجود اس کی روایتیں قبول کی جاسکتی ہیں۔ اس سلسلے میں ان کے بعض بیانات ملاحظہ ہوں (۱) یقیناً کہتے ہیں: قلت لشعبة: لم تروی عن حماد بن ابی سلیمان، وکان

موجئاً؛ قال: کان صدوق اللسان۔

(میں نے شعبہ سے کہا آپ حماد بن ابی سلیمان سے کیوں روایت کرتے ہیں، وہ تو مرجئی تھا؛ انھوں نے جواب دیا وہ زبان کا سچا تھا۔)

(۲) بقیہ ہی کی روایت ہے: قلت لشعبة: لم تروی عن عمرو بن مَرْثَة

وکان موجئاً؛ قال: کان اصغرًا، ثم واکثرهم علماً۔

(میں نے شعبہ سے کہا آپ عمرو بن مَرْثَة سے کیوں روایت کرتے ہیں، وہ تو مرجئی تھا؛ انھوں نے جواب دیا وہ عمر میں چھوٹا، لیکن علم میں سب سے بڑھا ہوا تھا۔)

(۳) ابوداؤد طرابلسی شعبہ کا قول نقل کرتے ہیں: لا تنظر والی ہولاء المجاہدین

الذین یقعون فی جابر یعنی الجعفی۔ هل جاء کم عن احد لبشئ لم یلقہ۔

(ان دیوانوں کی جانب توجہ نہ دو جو جابر جعفی پر کتنے چینی کرتے ہیں کیا اس نے تم سے کسی ایسے شخص کی بھی کوئی روایت بیان کی ہے، جس سے اس کی ملاقات نہ ہوئی ہو؟)

جابر ہی کے بارے میں ان کا ایک قول یہ بھی ہے: جابر الجعفی صدوق

فی الحدیث (جابر جعفی حدیث میں سچا ہے)

واضح رہے کہ جابر جعفی غالی اہل تشیع میں سے تھا۔ منجملہ دوسرے عقائد کے، اس کا ایک عقیدہ یہ بھی تھا کہ حضرت علیؑ کی وفات نہیں ہوئی ہے۔ وہ بادلوں میں چھپے ہوئے ہیں اور عنقریب زمین پر اتر آئیں گے۔

شعبہ کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ انھوں نے جرح و تعدیل کے دائرے کو

لہ تقدّمہ الجرح والتّعدیل، ص ۱۳۷

لہ ایضاً ص ۱۳۹

لہ تقدّمہ مسلم (کان یؤمن بالرجعة)
۲۷۵

لہ ایضاً ص ۱۳۹

خاصی وسعت دی۔ علامہ ذہبی نے ان کا شمار ان اصحاب جرح و تعدیل میں کیا ہے جن سے اکثر راویوں کے بارے میں اقوال منقول ہیں۔ راقم الحروف کو تقدمہ الجرح والتعديل اور سير اعلام النبلاء میں سترہ سے زائد راویوں کے منقول ان کی رائیں دستیاب ہوئی ہیں۔ اسرار الرجال کی دوسری کتابوں کی مدد سے اس فہرست میں ابھی بہت کچھ اضافے کی تلاش موجود ہے۔ اس لیے یہ کہنا غلط نہ ہوگا کہ جرح و تعدیل کے دائرہ کار کی یہ وسعت شعبہ سے پہلے کسی اور کے یہاں نظر نہیں آتی۔

شعبہ سے پہلے تعدیل و توثیق یا جرح و تضعیف کے کلمات محدود دے چکے تھے۔ شعبہ کے یہاں اس میدان میں بھی تنوع اور توسع نظر آتا ہے۔ ہم ذیل میں بعض راویوں سے متعلق ان کے اقوال اس طرح نقل کرتے ہیں، جس سے ان کے یہاں مستقل کلمات جرح و تعدیل کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔

(الف)

- (۱) محمد بن اسحاق امیر المومنین فی الحديث (۲) مارایت احمد
- أصدق من سليمان التيمي (۳) ابن علية (ريانة الفقهاء ۴) اکتبوعن حماد
- وابن اسحاق فانهما حافظان (۵) کنانسمی مسعراً المصحف یعنی من القاتم
- (۶) عليك بجبرير بن حازم فاسمع منه (۷) يحيى بن كشير أصدق حديثاً
- من الزهري (۸) لم أر مثلاً عمرو بن دينار ولا الحكم ولا قتادة یعنی فی
- الثبت (۹) اذهبوا إلى اسماعيل بن مسلم العبدی (۱۰) تأتوني وقد عون ثابت
- بن عمار (۱۱) جابر الجعفی صدوق فی الحديث (۱۲) ابو الاشهب عندنا
- افضل من عوف الاعرابی (۱۳) مارایت بالكوفة شيخاً خيراً من زبید
- بن الحارث (۱۴) سليمان بن المغيرة سيد اهل البصرة (۱۵) مارایت محدثاً
- افضل من سليمان التيمي (۱۶) كان ثقة [يزيد بن حنيد] (۱۷) كان اجل
- صدق [البوطالب الحجام] (۱۸) هو صدوق [عبد الرحمن بن عبد الله
- المسعودی] (۱۹) كان رصاً [سليمان الاغفر] (۲۰) كان شيئاً عجيباً [عمرو بن بندر]
- (۲۱) ان كان احد يستأهل ان يسود فی الحديث فمحمد بن اسحاق (۲۲)
- ادخلوا على قيس [بن الربيع] قبل ان يموت (۲۳) كان المغيرة بن قيس

احفظ من الحكم (۲۳) تعرف الاتقان في فقه [عبد الوارث بن سعيد] (۲۵)
 كان هشام أعلم بحديث قتادة مني وأكثر مجالسة له مني (۲۶) هارون
 الاغور من خيار المسلمين (۲۷) اخبرني يحيى بن هاشم وكان سيد اهل الكوفة
 (۲۸) اذ صدق اللسان [سعيد بن بشير] (۲۹) ثقات اصحابي الحكم بن
 عتيبة وسلم بن كهيل وحبیب بن ابی ثابت ومنصور (۳۰) ما رأيت أحدا
 احفظ لحديث ابی انتياح منه [عبد الوارث بن سعيد] (۳۱) عاصم احب
 الى من قتادة في ابی عثمان النهدي لانه احفظهما (۳۲) كان لا خير الرجال

(ب)

(۱) تركت حديث [عبد الملك بن سليمان] (۲) ادرکت شهر بن حوشب
 وتركته عند (۳) انه صدوق ولكنه شيعي قدری [محمد بن راشد] (۴) كتاب
 صالح وحفظك لاسوي شيا [ابوعوانة] (۵) كان رقاعا [يزيد بن ابی زياد] (۶) لا يصح
 يتكلم [ابراهيم السلسكي] (۷) لا تكلم عنه شيا [ابراهيم بن عثمان] (۸) ابوشيبة
 (۸) لولا الحياء ما صليت على ابان بن عياش (۹) لأن أرتكب سبعين كبيرة اُعت
 إلى من ان احدث عن ابان بن ابی عياش (۱۰) حدثنا عطاء الخراساني وكان
 نسباً (۱۱) ما رأيت احدا اسوا حفظا من ابن ابی ليلى (۱۲) كان فسقا [ميمون
 ابو عبد الله]

بعض مواقع پر انھوں نے استعاراتی پیرایہ بیان بھی اختیار کیا ہے۔ چنانچہ ان
 سے ابن عون کے بارے میں سوال کیا گیا تو فرمایا: ”سمن وعسل“ پھر بشام بن حسان
 کے بارے میں دریافت کیا گیا تو فرمایا: ”خَلَّ وَذَيْث“ پھر ابو بکر البہدی کے بارے
 میں پوچھا گیا تو فرمایا: ”دعني لا اقبیٰ به“^۱
 شعبہ نے جن امور یا اوصاف کی بنا پر کسی راوی کو ترک کیا ہے، انھیں مختصر اس
 طرح بیان کیا جاسکتا ہے:

۱۔ ان میں سے بیشتر اقوال فقہۃ المرح والتهلیل اور بعض سیر اعلام النبلاء میں مذکور ہیں۔

(۱) وہ منکر الحدیث ہو (۲) کثیر الغلط ہو (۳) متہم بالکذب ہو (۴) واضح غلطی پر اصرار کرتا ہو اور جمہور کی مخالفت کی اسے کوئی پرواہ نہ ہو۔ ان چاروں امور کا ذکر عبد الرحمن بن مہدی کی اس روایت میں موجود ہے، جو اوپر نقل کی گئی۔ (۵) ثقات کی مخالفت کرتا ہو۔ علی بن المدینی کہتے ہیں: قال لی شعبۃ فی احادیث عوف عن خلاس عن ابی ہریرۃ، ومحمد یعنی ابن سیرین عن ابی ہریرۃ اذا جمعہم قال لی شعبۃ: تری لفظہم واحداً؟ قال ابو محمد کالمکر علی عوف۔ (مجھ سے شعبہ نے کہا کہ عوف خلاس کے واسطے سے حضرت ابو ہریرہؓ سے جو روایتیں نقل کرتے ہیں، ان کو ابن سیرین کی حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی روایات کے مقابل رکھ کر دیکھو، کیا دونوں کے الفاظ یکساں ہیں؟ ابن ابی حاتم کہتے ہیں کہ شعبہ نے یہ بات عوف پر نکیر کرتے ہوئے کہی ہے) (۶) آثار موقوفہ کو احادیث مرفوعہ بنادیتا ہو۔ چنانچہ زبیر بن ابی زیاد کے بارے میں فرماتے ہیں: کان رفاعاً۔ یعنی الآثار اللتی ہی من اقوال الصحابۃ یرفعہا۔ (وہ رفاع تھا۔ ذہبی اس کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں: یعنی وہ صحابہ کے اقوال کو مرفوعہ بنادیتا تھا۔) (۷) جس کے کسی بیان سے اس پر دروغ گوئی کا شبہ گزرتا ہو۔ چنانچہ لیث بن ابی سلیم نے ایک روایت عطا، طاؤس، اور مجاہد تینوں سے نقل کی۔ شعبہ نے اس چیز کو شبہ کی نظر سے دیکھا اور بنی لیث کو ترک کر دیا۔ (قال شعبۃ لیث: این اجتمع لك هؤلاء الثلاثة، عطاء و طاؤس و مجاهد؟ ... فما زال شعبۃ لیث متقیاً یومئذ) (۸) شطرنج کھیلنا ہو۔ چنانچہ فرماتے ہیں: رأیت ناجیۃ السدی یروی عنہ ابواسحاق۔ یلعب بالشطرنج، فشرکتہ، فلم اکتب عنہ۔ (میں نے ابواسحاق کے شیخ ناجیہ کو شطرنج کھیلتے ہوئے دیکھا۔ اس لیے اسے ترک کر دیا اور اس کی روایات نہیں لکھیں۔) (۹) ستر عورت کا لحاظ نہ رکھتا ہو۔ چنانچہ فرماتے ہیں: أتیت ابانزیر وھ فیخذہ مکشوفۃ، فقلت غط فخذک، قال: ما بأس بذک، فلذک لماروعنہ۔ (ابو الزبیر کے پاس آیا۔ اس کا زانو کھلا ہوا تھا میں نے کہا اپنا زانو ڈھک لو۔ اس نے

لہ تقدّمہ الجرح والتہلیل، ص ۱۴

سیر اعلام النبلاء، ۶/ ۱۳۰

عہ ایضاً ۴/ ۲۱۵

عہ ایضاً ۴/ ۲۲۳

عہ ایضاً ۶/ ۱۸۰

۴۷۸

جواب دیا اس میں کوئی مضائقہ نہیں۔ اسی لیے میں نے اس سے روایت نہیں لی۔
 (۱۰) ناپ تول میں کمی کرتا ہو۔ ابوالزبیر ہی کے بارے میں ان کا بیان ہے: راۓتین
 فاستوخر فی المیزان، فترکتہ^۱ (میں نے اسے تول میں ڈنڈی مارتے ہوئے دیکھا۔ اسے چھوڑ دیا۔)
 (۱۱) نماز بے ڈھنگے پن کے ساتھ پڑھتا ہو۔ قبل لشعبۃ لحد ثکت ابوالزبیر؛ قال: راۓتہ
 یسبیئ الصلاۃ، فترکت الروایۃ عنہ^۲ (شعبہ سے پوچھا گیا کہ آپ نے ابوالزبیر کو کیوں
 ترک کر دیا، انھوں نے جواب دیا، میں نے دیکھا کہ وہ نماز بے ڈھنگے پن سے پڑھتا ہے۔ اس
 لیے میں نے اس سے روایت ترک کر دیں) (۱۲) بد معاملہ ہو حفص بن سلیمان کے
 بارے میں کہتے ہیں: اخذ منی حفص بن سلیمان کتاباً فلم یردک^۳ (حفص بن
 سلیمان نے مجھ سے ایک کتاب لی، پھر واپس نہیں لوٹایا۔) (۱۳) لالچی اور پست فطرت
 ہو۔ ابوالمہزم کے بارے میں فرماتے ہیں: راۓت ابالمہزم لواعطوہ فلسین محمد بن
 سبعین حدیثاً^۴ (میں نے ابوالمہزم کو دیکھا ہے ڈو پیسے دے کر اس سے ستر حدیثیں
 سنی جاسکتی ہیں۔)

وہ اوصاف جن کی بنا پر شعبہ نے کسی راوی کو پسند کیا ہے، یا اس کی تعریف کی
 ہے۔ ان کی بھی ایک مختصر فہرست اس طرح تیار کی جاسکتی ہے:

(۱) صادق القول ہو (پھر اس کے مختلف درجات ہیں۔ مثلاً کوئی اصدق الناس
 ہے، کوئی صدوق ہے، کوئی صدوق فی الحدیث ہے وغیرہ۔)

(۲) صاحب حفظ ہو۔ (اس کے بھی مختلف درجات ہیں۔ کوئی مطلقاً حفظ ہے۔
 کوئی کسی کے مقابلے میں احفظ ہے۔ کوئی حافظ ہے وغیرہ۔)

(۳) صاحب اتقان ہو۔ عبدالوارث کے بارے میں ان کا قول نقل کیا جا چکا۔
 تعرفت الاتقان فی قضاہ^۵

(۴) کثیر العلم ہو۔ عمرو بن مرہ کے بارے میں ان کا قول نقل کیا جا چکا ہے: کان اصغر
 القوم واکثرہم علماً۔

۳۔ تقریر الجرح والتعلیل، ص ۱۴

۲۔ ایضاً ۲/۱۵

۱۔ سیر اعلام النبلاء، ۲۰۹/۷

۵۔ ایضاً ص ۱۵
۲۷۹

۴۔ ایضاً ص ۱۵

(۵) صاحب تقویٰ ہو۔ ستری بن یحییٰ کے بارے میں فرماتے ہیں: کان من اصدق الناس واشدهم ثقلاً (وہ بہت سچے اور بڑے صاحب تقویٰ تھے)۔

(۶) بہترین مسلمان ہو۔ فرماتے ہیں: ہارون الاعور بہترین مسلمانوں میں سے تھے۔ (ہارون الاعور بہترین مسلمانوں میں سے تھے)۔

(۷) بنی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف کسی حدیث کے انتساب میں غایت درجہ محتاط ہو۔ فرماتے ہیں: لما راہداً اصدق من سلیمان الیمی وکان اذا حدثنا باحادیث الی ابنی صلی اللہ علیہ وسلم تغیر وجہہ (میں نے سلیمان الیمی سے بڑھ کر سچا کوئی نہیں دیکھا۔ ہم لوگوں سے حدیث بیان کرتے ہوئے جب وہ اس کی نسبت بنی صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب کرتے، تو ان کا چہرہ بدل جاتا) شعبہ نے کسی راوی کے بارے میں رائے قائم کرنے کے سلسلے میں جو مختلف طریقے اپنائے ہیں، ان میں سے بعض یہ ہیں:

(۱) اپنے کسی شیخ کی مرویات امتحان کے طور پر کسی راوی سے سنی جائیں اور اس طرح اس کے صدق و کذب کا فیصلہ کیا جائے۔ وہب بن جریر کہتے ہیں: کان شعبۃ یاتی ابی وهو علی حمار، فیسألہ عن احادیث الاعمش، فاذا حدثہ قال: ھکذا واللہ سمعته من الاعمش، ثم یضوب حمارہ ویذھب (شعبہ گدھے پر سوار ہو کر میرے والد جریر بن حازم کے پاس آتے۔ ان سے اعمش کی احادیث کے بارے میں پوچھتے۔ جب جریر انھیں حدیث سنا دیتے تو شعبہ کہتے واللہ میں نے بھی اعمش سے اسی طرح سنا ہے)۔

(۲) راوی جب کسی شیخ کے حوالے سے کوئی روایت بیان کرے تو اس شیخ سے اس روایت کی حقیقت دریافت کی جائے۔ اس کے بعد اس کے بارے میں کوئی رائے قائم کی جائے۔ اس کی ایک مثال ملاحظہ ہو:

قال شعبۃ: افادنی عثمان البری عن قتادۃ حدیثاً، فسالته قتادۃ، فما عرفہ فجعل عثمان یقول: بل انت حدثنی، فیکول لا، فقال قتادۃ، ھذا یجوزنی عنی

ان لی علیہ ثلاث مائة درهم^{۱۶} (شعبہ کہتے ہیں: مجھے عثمان البری نے قتادہ کی ایک حدیث سنائی میں نے اس کے بارے میں قتادہ سے پوچھا۔ قتادہ نے اس حدیث کو نہیں پہچانا۔ عثمان کہنے لگے نہیں آپ ہی نے مجھ سے بیان کیا ہے۔ قتادہ کہتے تھے نہیں۔ آخر میں قتادہ نے کہا کہ یہ مجھے میرے ہی بارے میں بتاتے ہیں کہ ان کے ذمے میرے تین سو درہم واجب الادا ہیں۔)

اسی طرح حسن بن عمارہ کے بارے میں فرماتے ہیں: روی الحسن بن عمارۃ عن الحكم عن يحيى بن الخضر عن علي سبعة احاديث، فليقت الحكم فمنا لته عنها، فقال ما حدثت بشي من هذا. (حسن بن عمارہ نے "عن الحكم عن يحيى بن الخضر عن علي" کی سند سے سات حدیثوں کی روایت کی میں نے حکم سے ان احادیث کے بارے میں دریافت کیا۔ انھوں نے جواب دیا کہ میں نے ان میں سے کوئی حدیث نہیں سنی ہے۔)

(۳) اس راوی کی مرویات کا مقابلہ دوسرے ثقہ راویوں کی روایت سے کیا جائے اور اس کی روشنی میں اس کے بارے میں فیصلہ کیا جائے۔ چنانچہ عوف بن ابی جمیل کے بارے میں شعبہ نے اسی طریق کار پر عمل کیا ہے۔ اس سلسلے میں ان کا بیان اوپر نقل کیا جا چکا ہے۔

شعبہ کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ انھوں نے رجال پر کلام کے ساتھ ساتھ "عَلَّ" حدیث کی طرف بھی توجہ دی ہے۔ "عَلَّ" اگرچہ اسماء الرجال سے علاحدہ علم ہے لیکن دونوں میں بڑا گہرا رشتہ ہے۔ بلکہ سچ پوچھیے تو رجال کی معرفت کے بغیر عَلَّ سے واقفیت ہی نہیں ہو سکتی۔ ابن رجب حنبلی کتاب العلل الصغیر للترمذی کی شرح میں لکھتے ہیں:-

حدیث کے صحیح اور ضعیف ہونے کا علم رواۃ حدیث کے ثقہ، ضعیف ہونے کے

۱۶ سیر اعلام النبلاء ۳۲۶/۷

۱۷ تقدیمہ الجرح والتعديل ص ۱۳۱ (حسن بن عمارہ پر شعبہ کی جرحوں کے اور بھی کئی اقوال ہیں۔ ان پر نفرت المنعم شرح مقدمہ مسلم از مولانا نعمت اللہ اعظمی، استاد حدیث دارالعلوم دیوبند) میں اچھی بحث کی گئی ہے)

علم سے ہوتا ہے اور ثقات کے مراتب و درجات اور اختلاف کے وقت ایک دوسرے پر ترجیح کے علم میں مہارت سے علل حدیث کے دقائق سے واقفیت ہوتی ہے۔ یہاں مثال کے طور پر علل سے متعلق شعبہ کا ایک بیان ملاحظہ ہو۔ البوداؤن طیارسی روایت کرتے ہیں:-

سمعت خالد بن طلیق یسأل شعبۃ، فقال: یا ابا یسٹام حدثنی حدیث سماک بن حرب فی اقضاء الورق من الذھب حدیث ابن عمر، فقال: اصلحك اللہ ہذا حدیث لیس یرفعہ احد الاسماک، قال فترھب ان اردی عنک، قال: لا ولكن حدیثیہ قتادۃ عن سعید بن المسیب عن ابن عمر ولم یرفعہ، واخبرنیہ ایوب عن نافع عن ابن عمر ولم یرفعہ۔ وحدثنی داؤد بن ابی ہند عن سعید بن جبیر ولم یرفعہ۔ ورفعه سماک فانما افرقه۔

(میں نے خالد بن طلیق کو شعبہ سے سوال کرتے ہوئے سنا خالد نے کہا ابے ابوبطام! مجھے ”مونے کے بدلے میں چاندی کی وصولی“ سے متعلق سماک بن حرب کی حضرت ابن عمر سے مروی حدیث سنائیے۔ انھوں نے جواب میں کہا اللہ تمہیں درست رکھے، اس حدیث کو سماک کے علاوہ کوئی مرفوعاً نقل نہیں کرتا۔ خالد نے کہا کیا آپ سے اس کی روایت میں کوئی اندیشہ ہے؟ انھوں نے جواب دیا نہیں۔ لیکن قتادہ نے مجھ سے یہ حدیث ”عن سعید بن المسیب عن ابن عمر“ کی سند سے بیان کی۔ ہے اسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا قول نہیں بتایا۔ اسی طرح ایوب نے مجھ سے یہ حدیث ”عن نافع عن ابن عمر“ کی سند سے بیان کی اور اسے مرفوعاً نقل نہیں کیا۔ اسی طرح داؤد بن ابی ہند نے بھی مجھ سے یہ حدیث سعید بن جبیر کے واسطے سے بیان کی اور انھوں نے بھی اسے مرفوعاً نقل نہیں کیا۔ صرف سماک اسے مرفوعاً روایت کرتے ہیں، لہذا میں اس سے ڈرتا ہوں۔) سلسلہ زیر بحث میں بعض قابل ذکر امور اور بھی ہیں:

(الف) شعبہ اپنے مزاج کی شدت کی وجہ سے غیر معتبر راویوں کو روایت حدیث سے بالجبر روکتے اور حاکم کے پاس نالاش کی دھمکی بھی دیتے تھے۔ حامد بن زید کہتے ہیں:

ابو بسطام شعبہ بن الحجاج

رأيت شعبته قد لبب ابان بن ابي عياش . يقول استعدى عليك الى السلطان فانك
تكذب على رسول الله صلى الله عليه وسلم . قال : فبصرتي ، فقال : يا ابا اسماعيل ، قال :
فاتيتني ، فما لنت اطلب اليه حتى خلصته ^{عليه} (میں نے شعبہ کو دیکھا کہ وہ ابان بن ابی
عیاش کا گریبان پکڑ کر کھینچ رہے تھے اور کہتے جاتے تھے میں حاکم سے تمہارے
خلاف مد طلب کروں گا کیونکہ تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف جھوٹی باتیں منسوب
کرتے ہو۔ حماد کہتے ہیں کہ ابان کی نگاہ مجھ پر پڑ گئی۔ اس نے فریاد کی اے ابو اسماعیل! تو میں شعبہ
کے پاس گیا اور برابر ان کی طرف راغب رہا۔ یہاں تک کہ اسے چھڑا دیا۔)

(ب) وہ جن راویوں کو غیر معتبر سمجھتے تھے، ان سے خود تو روایت ترک ہی کر دیتے تھے۔ مزید
برائے دوسروں کو بھی ایسے راویوں کی روایت سے روکتے تھے بلکہ ایسے موقع پر وہ یہ دھمکی بھی دیتے
تھے کہ اگر میں تمہیں فلاں کے قریب دیکھوں گا تو تمہیں اپنے حلقہ حدیث میں شامل نہیں ہونے دوں گا۔
غندر کہتے ہیں : قال لي شعبه : لا تقرب الحسن بن عمار ، فاني ان رأيتك تقربه لعاهذنا
(مجھ سے شعبہ نے کہا کہ تم حسن بن عمارہ کے قریب نہ جاؤ۔ اگر میں تمہیں اس کے پاس دیکھوں گا
تو تم سے حدیث نہیں بیان کروں گا۔)

(ج) ان کا خیال تھا کہ عامۃ الناس کے مقابلے میں اشراف سے روایت لینا بہتر ہے۔
کیونکہ یہ لوگ عام طور پر جھوٹ نہیں بولتے۔ بشیم شعبہ کا قول نقل کرتے ہیں : خذ واعن اهل
الشرف فانه لا يكذبون۔ شرفاء سے روایتیں لو، اس لیے کہ یہ لوگ کذب بیانی
نہیں کرتے۔)

(د) سب سے اہم اور آخری بات یہ ہے کہ احادیث کی تحقیق اور نقد رجال وغیرہ
کے سلسلے میں شعبہ کی تمام سعی و کوشش کے پس پشت محض تقوائے الہی اور رضائے الہی
کا جذبہ کار فرما رہا ہے۔ چنانچہ عبدالرحمن بن مہدی فرماتے ہیں : كان شعبته يتكلم في هذا
حسبة ^{عليه} (شعبہ رجال کے سلسلے میں محض اللہ واسطے کلام کرتے تھے) اسی بنا پر جب وہ
کسی راوی کے بارے میں کوئی رائے قائم کر لیتے تو پھر کسی کی سفارش یا فہمائش کا ان پر

مطلق اثر نہ ہوتا تھا۔ چنانچہ حماد بن زید کہتے ہیں: اتیت انا وعباد بن عباد الی شعبۃ بن الحجاج، فسألنا ان یکف عن ابان بن ابی عیاش ولسکت عنه، فلما کان من الغد خرجنا الی مسجد الجامع، فبصرنا فنادانا، فقال یا ابا معاویۃ، نظرت فیما کھتونی فوجدت لا یسعی السکوت، قال حماد: وکان شعبۃ ینکلم فی ہذا حسبۃ (میں اور عباد بن عباد دونوں شعبہ بن الحجاج کے پاس آئے۔ ہم دونوں نے ان سے درخواست کی کہ وہ ابان بن ابی عیاش پر جرح سے رک جائیں اور سکوت اختیار کریں۔ اگلے دن ہم لوگ جامع مسجد گئے شعبہ نے ہمیں دیکھا تو آواز دی۔ پھر کہا اے ابو معاویہ! جس سلسلے میں تم لوگوں نے گفتگو کی تھی، اس پر میں نے غور کیا اور اس نتیجے پر پہنچا کہ میرے لیے خاموشی کی گنجائش نہیں۔ حماد کہتے ہیں کہ شعبہ کا رجال پر کلام کرنا اللہ واسطے تھا، اس ضمن میں شعبہ کا یہ قول بھی لائق ذکر ہے: لان أقدم، فتضرب عنقی احب الی من احدث ابی ہارون العبديؒ۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ کسی جھوٹے راوی سے روایت کے مقابلے میں ایض جان دے دینا زیادہ پسند تھا۔

۵۲ ایضاً ۱۴۹

۱۴۱ لہ تقدۃ الجرح والتعدیل، ص ۱۴۱

مکتبہ تحقیق

سے آپ تفسیر و حدیث کی یہ کتابیں طلب کر سکتے ہیں

۱۔ تفہیم القرآن مکمل سیٹ ۶ جلدوں میں۔ ۴۰/-

۲۔ فی ظلال القرآن (اردو ترجمہ مولانا سید حامد علی) اول، دوم، سوم، پارہ عم۔

۳۔ ترجمان القرآن مکمل سیٹ ۴ جلدیں ۳۰/-

۴۔ ابوداؤد (اردو ترجمہ مکمل متن) ۳ جلدیں ۲۴۵/-

۵۔ مشکوٰۃ المصابیح " " ۲۲۵/-

۶۔ ترمذی " " ۲ جلدیں ۲۱۰/-

۷۔ مسلم " " ۳ جلدیں ۳۲۵/-

ملنے کا پتہ: مکتبہ تحقیق و تصنیف اسلامی - پان والی کوٹھی - دودھ پور - علی گڑھ ۲۰۲۰۰۱